

رسائل وسائل

نافل بیٹے سے رویہ

سوال: کچھ عرصہ قبل 'رسائل وسائل' میں اپنے باپ کے نامناسب رویے پر ایک بیٹے کا جواب والد سے حق کی وصولی، (جولائی ۲۰۰۳ء) شائع ہوا تھا۔ میں ایک باپ کی حیثیت سے نافل بیٹے کے رویے کے بارے میں قرآن و سنت سے رہنمائی چاہتا ہوں۔

میرا بڑا بیٹا اپنے بیوی بچوں کے ساتھ الگ مکان میں رہتا ہے۔ ۲۰ سال قبل اپنی معاشی پریشانی کے پیش نظر اپنے باپ سے مدد کے لیے کہتا ہے۔ بحیثیت والد اس کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے میں اپنے ذاتی اہل فروخت کر کے ایک دکان خرید کر بیٹے کے حوالے کر دیتا ہوں اور کار و بار کی بہتری کے لیے امکانی حد تک تعاون کرتا ہوں۔ میرے بیٹے نے مجھے یقین دہانی کرائی تھی کہ اس دکان کے آپ ہی مالک ہیں اور جیسے آپ چاہیں گے ویسا ہی ہو گا۔ میرا بیٹا تحریک اسلامی سے بھی وابستہ ہے، رکن ہے۔ لیکن اچانک ایک روز بغیر کسی مشورے اور اطلاع کے میرے بیٹے نے وہ دکان فروخت کر دی۔ اب میں اس پیرانہ سالی میں انتہائی کس مپرسی کے حالات میں زندگی گزار رہا ہوں، اپنی بیوی اور بیٹی کے اخراجات برداشت کر رہا ہوں۔ میرا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے اور خیرات اور زکوٰۃ پر گزر برسر کرتے ہوئے مجھے شرمندگی بھی ہوتی ہے۔ سر دست خدا کی ذات پر بھروسہ اور صبر کا سہارا ہے۔ اپنے حق کی وصولی

کے لیے میرا کیا طریقہ عمل ہو، یہ ایسے بیٹھے کے ساتھ ایک باپ کا کیا رؤیہ ہونا چاہیے؟

جواب: آپ نے اپنے صاحبزادے کے طریقہ عمل کے بارے میں جو تفصیلات لکھی ہیں وہ ہر حساس اور اللہ سے ڈرنے والے کے لیے تکلیف کا باعث ہیں لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تک ہر دو جانب سے بات نہ سن لی جائے، کوئی قطعی راستہ قائم کی جائے۔ ویسے تمام تفصیلات لکھنے کے باوجود آپ کے خط میں کوئی واضح سوال بھی نہیں اٹھایا گیا۔ غالباً بعد معاہدی ہو گا کہ اس طرح کے طریقہ عمل کے بارے میں ایک باپ کا رد عمل کیا ہو۔ جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے اس میں آپ کا رد عمل وہی نظر آتا ہے جو اسلام چاہتا ہے یعنی اپنی اولاد کی طرف سے مایوس کن اور غیر متوقع رویے کے باوجود قطع رحمی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر بہترین اجر دے اور صبر و استقامت کے ساتھ اس تکلیف وہ صورت حال کو برداشت کرنے کی توفیق بخشنے۔

آپ نے خط میں جو مسائل اٹھائے ہیں ان میں پہلا یہ ہے کہ اگر آپ نے اپنے بیٹے کو ایک دکان خرید کر دی جس کی ملکیت اس کے نام ہے اور آپ اس کا انتظام و نگرانی کر رہے ہیں تو کیا قانونی طور پر اسے اس دکان کو فروخت کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں بات واضح ہے۔ اگر آپ نے دکان اس کے نام سے خریدی ہے تو اصل مالک تو بیٹا ہی ہوا۔ اب یہ آپ کا ایک انتظامی معاملہ تھا کہ آپ دکان پر بیٹے سے تعلق کی بنا پر محنت کے ساتھ وقت دیتے رہے۔ دراصل مالی معاملات میں قرآن کریم نے بلا تخصیص یہ اصول رکھا ہے کہ ہر معاهدے کو تحریر میں لے آیا جائے۔ اگر آپ نے یہ بات تحریر کرالی ہوتی کہ جب تک آپ حیات ہیں اس وقت تک آپ دکان کے مالک و نظم ہوں گے تو آپ کا بیٹا بھی اس معاهدے کا پابند ہوتا۔

یہاں تک توبات قانونی نویست کی تھی۔ اس معاملے کا دوسرا زیادہ اہم پہلو یہ ہے کہ قرآن و سنت نے والدین کو جو مقام خاتم ان میں دیا ہے، اس کے پیش نظر اگر ایک باپ مفلس بھی ہو اور بیٹا مال دار ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق: وہ اور اس کا مال سب اس کے باپ کا ہے۔ اس حدیث کی تعبیر بعض حضرات یہ کرتے ہیں اس میں ترغیب و تعلیم ہے تشریع نہیں ہے۔ لیکن اگر حدیث کے نیاق پر غور کیا جائے تو بات بعض اخلاقی و عظی کی نہ تھی بلکہ

ایک باب نے حضورؐ سے اپنے بیٹے کی شکایت کی تھی۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ باب اور بیٹا دونوں صحابی تھے اور ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اصحاب رسولؐ ہر لحاظ سے ہم سے زیادہ اللہ کا خوف کرنے والے اور تربیت یافتہ تھے۔ گویا اس تربیت کے باوجود ایک بیٹا بوجوہ، اپنے باب کی ضروریات سے لاپرواںی برداشت ہے حتیٰ کہ باب کو نبی کریمؐ سے شکایت کی نوبت آتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان صحابی کی مثال کی روشنی میں آج کا بیٹا باب کی ضروریات سے لاپرواہ جائے یا ایسے معاملات میں جن میں مشاورت کا حکم دیا گیا ہے خود کو بالغ سمجھتے ہوئے جو چاہے کرڈائے بلکہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے پر باب کا کتنا زیادہ حق ہے اس لیے آپ کے صاحبزادے نے آپ کے بیان کے مطابق جو کچھ کیا ہے وہ مناسب نہیں۔ انھیں آپ سے مشورے کے بعد کان کا معاملہ طے کرنا چاہیے تھا اور آپ کے حقوق کا مکمل احترام و اہتمام کرنا چاہیے تھا۔

مزید یہ کہ اگر وہ جانتے ہیں کہ آپ کتنی سخت مالی مشکلات میں ہیں تو قرآن کا حکم ان کے لیے واضح طور پر یہ ہے کہ اپنے والدین پر خرچ کرو، بطور احسان نہیں بلکہ بطور فریضہ۔ اور آپ کو بھی ان سے مالی خدمت لینے میں کوئی تکلف نہیں کرنا چاہیے۔ یہ آپ کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد اور والدین دونوں کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دے۔ ضمناً یہی عرض کر دوں کہ ایسے معاملات میں اگر لڑکا کسی نافضی کا مرتكب ہو رہا ہے اور اس کا تعلق اسلامی تحریک سے ہے تو تحریک کے نظم یا خاندان کے ایسے افراد سے رجوع کیا جاسکتا ہے جو لڑکے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

میڈیکل کالج میں دعوتی حکمت عملی

س: میں سندھ میڈیکل کالج کراچی کی طالبہ ہوں۔ ہمارے کالج میں شہر کا سب سے زیادہ تعلیم یافتہ طبقہ آتا ہے، تاہم یہاں کا ماحول ان کے لیے زہر قاتل کا کام انجام دے رہا ہے۔ کالج میں طلبہ کی سیاسی تنظیموں کی بھرمار ہے اور ہر تنظیم بدی کو پھیلانے